asiinternational@yahoo.com

تحریر: شیخ ناظم، لندن
27 Oct,2010

روحانی پرواز کیسے ممکن ہے؟

" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے بات کروتا کہ وہ سمجھنے کے قابل ہوں۔

اگر وہ سمجھنے کے قابل نہیں ہیں تو پھر آپ کیا بولیں گے، آپ وقت ضائع کریں گے۔حاجی اسماعیل نے مجھ سے روح کے متعلق سوال کیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ میں وہ بتاؤں جو اُن کو آسانی سے سمجھ آجائے اور یاد رہ جائے۔یہ ایک علمی سوال ہے۔اگر کوئی شخص کچھ جاننا چاہتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ پہلے سے اس بارے میں کچھ جانتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ اس بارے میں سوال پوچھ رہا ہے۔وہ اس لیے سوال پوچھتا ہے کہ اُس کے شکوک وشبہات دور ہو جائیں۔شکوک وشبہات کو دور ہونا چاہیے تا کہ ان کی جگہ یقین قائم ہو۔لہٰذا، آپ کو شکوک وشبہات کے لئے کوئی جگہ نہ چھوڑنی چاہیے کیونکہ جب شکوک دور ہو جاتے ہیں تو یقین شروع ہوتا ہے۔

یقین کے بہت سے درجے ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ آپ محض ایک قدم اُٹھانے سے یقین محکم کے درجے پر فائض ہو جائیں گے۔آپ درجہ بدرجہ یقین محکم کے حامل ہونگے۔

ایک مرتبہ ایک مؤذن اذان دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر ۔ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے چلا کر کہا 'او جھوٹے'۔ جن لوگوں نے یہ سنا وہ منصورؒ کو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے اور شکایت کی کہ جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا تھا تو منصورؒ نے مؤذن کو جھوٹا کہا اس لیے اسے سزا دی جائے۔قاضی نے منصورؒ سے پوچھا کہ جب مؤذن اذان دے رہا تھا، اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا تھا تو کیا اُس نے مؤذن کو جھوٹا کہا تھا؟ منصورؒ نے کہا ' ہاں میں نے جھوٹا کہا تھا'۔

قاضی نے کہا: تمہارا اس سے کیا مطلب تھا؟ اور تم نے کس طرح جانا کہ وہ جھوٹا ہے؟

تب منصور حلاجؒ نے کہا: تم سب جو بھی یہاں موجود ہو میرے ساتھ آؤ۔

سب لوگ منصور حلاجؒ کے پیچھے اُس جگہ پر پہنچے جہاں اُس نے اذان کی آواز سنی تھی۔وہاں ایک لوہار کی دکان تھی جس کے سامنے لوہے کا ایک بہت بڑا وزنی ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔منصور نے لوہے کے اُس ٹکڑے پر کھڑے ہو کر زور سے کہا اللہ اکبر۔لوہے کا وہ ٹکڑا پگھلنا شروع ہوا اور پانی کی طرح بہہ گیا۔

منصور حلاجؒ نے کہا: اگر مؤذن نے یقین کے ساتھ اللہ اکبر کہا ہوتا تو مسجد کا مینار گر جاتا۔یہی وجہ تھی کہ میں نے اُسے جھوٹا کہا کہ اُس کو یقین ہی نہیں تھا۔اگر اُس نے یقین سے کہا ہوتا تو یہ بے جان چیزیں بھی اُس کو سمجھ لیتیں اور پگھل کر پانی بن جاتیں۔

چنانچہ، تمام ایمان لانے والوں کے لئے یقین ایک ضروری چیز ہے۔ **آپ صرف کتابیں پڑھنے سے یقین کے درجے پر فائض نہیں ہو سکتے**۔ آج کے دور میں حروف والفاظ کے بہت سے عالم فاضل موجود ہیں مگر اُن کے علم میں یقین

نہیں ہے۔ وہ صرف زبان سے پڑھنا جانتے ہیں قلوب سے نہیں۔

یقین قلوب کی بدولت ہوتا ہے اور افراد کو اس قابل کرتا ہے کہ وہ عالمین (عالم ملکوت، عالم جبروت، عالم لاہوت وغیرہ) میں سے کسی مقام پر پہنچ جائیں۔ اگر آپ کو یقین کی دولت حاصل نہیں ہے تو پھر آپ ہمیشہ نچلے درجے میں ہی رہیں گے۔

اب روح کے حوالے سے یہ ہے کہ......... روح ایک پوشیدہ سمندر ہے۔ آپ ایک پوشیدہ سمندر کو ایک کپ میں نہیں ڈال سکتے۔ اگر آپ ایسا کرنے کی کوشش کریں گے تو وقت ضائع کریں گے۔ جی ہاں! ہماری استعداد محدود ہے۔ اس سمندر کا ایک قطرہ تمام بنی نوع انسان میں تقسیم کر دیا جائے تو کافی ہوگا بلکہ زیادہ ہو جائے گا۔ جب تک ہم اپنے ظاہری جسم کی قید میں ہیں وہ چھوٹا سا قطرہ جو پوری بنی نوع انسان کو دیا گیا سب کے لئے کافی ہے۔ یہ اسی چھوٹے سے قطرے کا مرہونِ منت ہے کہ ہم دیکھتے ہیں، سنتے ہیں، سونگھتے ہیں، چکھتے ہیں بولتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ آپ اپنے ہاتھوں کو اوپر نیچے کرتے ہیں، کسی چیز کو پکڑتے ہیں اور پیدل چلتے ہیں مگر آپ یہ نہیں جانتے کہ آپ ایسا کس طرح کر لیتے ہیں۔

آپ خود اپنا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کے اندر ایک توازن ہے۔ آپ کے اندر 360 اندرونی بیرونی اعضاء ہیں۔ ہر ایک کا اپنا اپنا کام ہے۔ جب کوئی ایک عضو کام کرتا ہے تو وہ دوسرے عضو کو کام کرنے سے نہیں روکتا ہے۔ جب آپ ان اعضاء کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتے ہیں تو روح کو سمجھنا آپ کے لئے کس طرح ممکن ہے؟ شاید جب آپ کی روح جسم کو چھوڑے اور اُس لامحدود پوشیدہ سمندر کی طرف لوٹے تو ہوسکتا ہے کہ آپ اُس کو جاننے کے قابل ہو جائیں۔

جب آپ اُس سمندر تک پہنچ جائیں گے تو پھر اُس سے زیادہ سے زیادہ حاصل کریں گے اور بے انتہا لطف اُٹھائیں گے۔ جتنا زیادہ اُس سمندر سے حاصل کریں اتنا زیادہ بنی نوع انسان کے حق میں دعا کریں گے اور اور کبھی نہیں اُکتائیں گے۔ آپ کی پیاس کبھی نہیں بجھے گی۔ یہ پیاس اُس طرح کی پیاس نہیں ہوگی جس سے ہم واقف ہیں۔ یہ وہ پیاس ہوگی جو اپنے اندر تسکین رکھتی ہوگی۔ جب آپ سیر ہونگے تو آپ مزید طلب کریں گے۔ یہ پیاس ایک اطمینان اور تسکین کے ساتھ ہوگی۔ یہ انسانوں کے لئے ایک لامحدود خوشی ہوگی جو اللہ تعالیٰ بے شمار عطا فرمائے گا۔ آپ وہاں ہرگز بھوکے پیاسے نہیں ہونگے مگر اس پوشیدہ سمندر کے لئے ہمیشہ پیاسے ہونگے۔ یہ ایک پرلطف پیاس ہوگی۔

مثال کے طور پر یہ اُس شخص کی طرح ہوگا جو کسی کی محبت میں گرفتار ہو جائے اور دِن بدِن اس محبت میں اضافہ ہوتا جائے۔ جوں جوں اُس کی محبت میں اضافہ ہو رہا ہے اُس کے لطف میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور یہ اُس کے لئے کسی طرح بھی تکلیف کا باعث نہیں ہے۔ جوں جوں محبت میں اضافہ ہوتا ہے اُس کی طلب میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح روح جب پوشیدہ سمندر سے حاصل کرتی ہے تو اُس کی طلب میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہ وضاحت بہت مختصر ہے مگر میرے خیال میں ہمارے موجودہ علم اور سمجھ کے مطابق روح کو سمجھانے کے لئے ایک ٹھیک مثال ہے۔

جب ہم ذکر میں ترقی کریں گے تو اُمید ہے کہ ہماری سمجھ میں ترقی ہوگی اور ہماری سوچ کے اُفق وسیع ہونگے۔

(اللہ کا) ذکر لوگوں کو اُس پوشیدہ سمندر کی طرف لے کر جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص بادلوں کے اوپر پرواز کرنا چاہتا ہے تو اُس کو جہاز کی ضرورت ہے۔ وہ خود سے نہیں جا سکتا ہے اس لیے اُس کو جہاز جیسی مادی اور بے جان اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ انسان کا قصور ہے کہ وہ پرواز کے لئے ایسی بے جان اشیاء پر انحصار کرتا ہے۔ اُسے اس قابل ہونا چاہیے کہ خود اکیلا پرواز کر سکے۔ ہماری روح کے اندر وہ قوت ہے کہ وہ نہ صرف بادلوں کے اوپر پرواز کر سکتی ہے بلکہ خلا میں حتیٰ کہ خلاء سے باہر بھی جا سکتی ہے۔ نہ صرف اس پوری کائنات میں گھوم سکتی ہے بلکہ اس کائنات سے باہر بھی نکل سکتی ہے۔ یہ روح ہمارے جسم میں ایک جیٹ انجن ہے جس کے اندر جیٹ کی طرح طاقت ہے۔ لیکن ہم اپنی اس جیٹ مشین میں ایندھن نہیں ڈال رہے ہیں۔ اس کا ایندھن کیا ہے؟ یہ ایندھن ذکرِ الٰہی ہے۔

اب شیطان لوگوں کو ذکر سے روکتا ہے۔ لوگ وہ ذکر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اس طرح ذکر ایک بدعت ہے۔ یہ غلط ہے۔ ذکر تو ہماری روح کے لئے ایندھن ہے بادلوں سے اوپر پرواز کرنے کے لئے، اس کائنات میں پرواز کرنے کے لئے، دوسرے جہانوں تک رسائی حاصل کرنے کے لئے۔ وہاں تک آپ کسی بھی ذریعے سے نہیں پہنچ سکتے سوائے ذکر کے۔''

(حوالہ: ویب سائٹ شیخ ناظم: http://www.sheiknazim2.com/fuelofzikr.html)

☆☆☆☆

ہمارے مُرشد کریم سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہُ العالی فرماتے ہیں:

''تمھارے سینے کے اندر ایک جہاں بند ہے تمہیں خبر نہیں، ۷ روحیں اور ۹ ان کے ماتحت جُسے، ٹوٹل ۱۶ مخلوقیں تمہارے اس مٹی کے جسم میں بند ہیں جن کو نور کی غذا چاہیے اور دل تمہارا پاور اسٹیشن ہے اگر تم اس کی دھڑکنوں کو اللہ اللہ کرانے کا طریقہ سیکھ لو تو پھر اللہ اللہ کے ذکر سے نور بنے گا پھر نفس پاک ہو گا۔ قلب صاف ہوگا تو مومن کا درجہ ملے گا۔ ۷ جنتوں کا تعلق بھی ان ۷ روحوں سے ہے۔ تمہارے اندر ان ۷ روحوں کا تعلق ۷ جہانوں سے ہے۔''

''سات سیارے ہیں، سات جہان ہیں، ہر جہان سے ایک ایک مخلوق پکڑ کر اللہ تعالیٰ نے ان کے جسموں میں ڈال دی، سات ہی جنتیں بنائیں۔ پتہ نہیں اس کو کس جہان کی سیر کرنے کا شوق ہو۔ اگر اس کو ملکوت کا شوق ہوا تو قلب کو طاقتور بنا لے گا۔ اگر جبروت میں جانے کا شوق ہوا تو روح کو طاقتور بنا لے گا۔ اگر اس کو شوق ہوا کہ میں اللہ کو دیکھوں تو لطیفہ انا کو طاقتور بنا لے گا۔ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سات جنتیں بنائیں۔ ایک ہی جنت کافی تھی نا تو سات جنتیں کیوں بنائیں۔ یہ نہیں کہ ایک ہی جنت میں سات لوگ چلے جائیں۔ نہیں اُس نے پھر مخلوقیں بنائیں۔ قلب سے عبادت کرے گا خُلد کا حقدار ہے۔ یہ روح سے عبادت کرے گا دارالسلام کا ......، یہ سری سے کرے گا دارالقرار کا......، یہ خفی سے کرے گا عدن کا...... اور یہ نعیم کا...... یہ ماویٰ کا......فردوس کا۔ ایک سے ایک اعلیٰ جنت ہے'' (خطاب سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی: ''گنبدِ خضریٰ کانفرنس'')

❁❁❁❁

انجمن سرفروشانِ اسلام، انٹرنیشنل